www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عمران وحید
فیصل ٹاؤن، لاہور

اِک محافظِ ملت محمد عطاء اللہ صدیقی کی یاد میں

۳ستمبر ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ سہ پہر ۴ بج کر ۴۰ منٹ پر میرے موبائل فون کی گھنٹی بجی۔ فون اُٹھایا تو آواز آئی: "السلام علیکم ڈاکٹر صاحب! میں عطاء اللہ صدیقی بول رہا ہوں۔ کیسے مزاج ہیں آپ کے۔ میری جانب سے آپ کو بہت بہت عید مبارک ہو۔ اگر آپ گھر پر ہوں تو میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ دراصل میری بیٹی کی طبیعت ابھی تک خراب ہے اور میں علاج کے سلسلہ میں آپ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے صدیقی صاحب سے اپنی پیشہ وارانہ مصروفیات کے باعث اس روز معذرت چاہی اور اگلے روز یعنی اتوار کی ملاقات طے پائی۔ مجھے کیا خبر تھی کہ میں آخری مرتبہ صدیقی صاحب کی آواز سن رہا تھا اور اب اُن سے کبھی ملاقات نہ ہو سکے گی۔

عطاء اللہ صدیقی صاحب پنجاب گورنمنٹ کے شعبہ منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن (Punjmin) کے سیکرٹری تھے اور میرے ساتھ اُن کے بڑے گہرے اور دوستانہ مراسم تھے اور ساتھ ہی ساتھ ادب اور احترام کا بھی مضبوط رشتہ تھا۔ اُن کے اہل خانہ اور وہ خود بھی میرے مریض تھے۔ ۹ ستمبر بروز جمعۃ المبارک علی الصبح چار بج کر چالیس منٹ پر میرے موبائل فون پر ایک پیغام موصول ہوا جس کی عبارت یہ تھی:

"Attaullah Siddiqui is very critical in ICU, platelets urgently needed please contact."

یہ پیغام صدیقی صاحب کے موبائل فون سے اُن کی بیٹی نے ارسال کیا تھا۔ اس کے جواب میں جب میں نے فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ عطاء اللہ صدیقی صاحب کو ڈینگی فیور کے باعث ڈاکٹرز ہسپتال میں داخل کروایا گیا تھا، جہاں علاج کے باوجود اُن کی حالت تشویشناک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اُن کے جسم سے خون بہہ گیا ہے۔ مزید یہ کہ دماغ کے اندر خون بہہ جانے کے باعث وہ بے ہوش ہو گئے تھے اور اب مصنوعی سانس کے آلے Ventilator پر ہیں۔ خون کو روکنے کے لیے 'پلیٹ لیٹس' کی اشد ضرورت ہے۔ میں نے اپنے طور پر جب متعلقہ عملے اور ڈاکٹر صاحبان سے رابطہ کیا تو علم ہوا کہ برین ہیمبرج کے باعث ان کی زندگی کو شدید خطرہ لاحق ہے اور خون کا بہنا بدستور جاری ہے۔ میں نے فون رکھ دیا اور صدیقی صاحب کی زندگی اور صحت کے لیے بہت دعائیں کیں۔

ڈاکٹرز ہسپتال سے میرا رابطہ ۱۰ ستمبر کو ہوا تو حالت بدستور خراب تھی اور ڈاکٹروں نے بتایا کہ صدیقی صاحب زندگی موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ ۱۲ ستمبر کو علی الصبح عطاء اللہ صدیقی صاحب ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داغِ مفارقت دے کر اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

اگرچہ میرا عطاء اللہ صدیقی صاحب سے کوئی خون کا رشتہ نہ تھا لیکن اس کے باوجود اُن کی موت نے میرے ذہن پر شدید اثرات مرتب کئے ہیں اور میں شدید صدمے سے دوچار ہوا۔ اس کی وجہ صدیقی صاحب کی شفیق ہستی، اُن کا ہمہ وقت مسکراتا ہوا چہرہ اور ان کی بے شمار دیگر خوبیاں تھیں جو آج کے مادہ پرست معاشرے میں تقریباً ناپید ہیں۔ میں صدیقی صاحب کو آج سے پانچ سال قبل بالکل نہیں جانتا تھا۔ عطاء اللہ صدیقی صاحب سے میری ملاقات ماہنامہ 'محدث' کے مدیر جناب ڈاکٹر حسن مدنی صاحب نے کروائی۔ اُن دِنوں صدیقی صاحب بیمار تھے اور شوگر میں علاج و معالجہ کے لیے میرا ان کے گھر جانا ہوا۔ یہ پہلی ملاقات ہی میرے لیے بڑی یادگار اور باعثِ مسرت تھی کیونکہ صدیقی صاحب کا خلوص اور محبت بے مثال تھی۔ صدیقی صاحب سے اس کے بعد میری براہِ راست ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو ان کی زندگی کے آخری ایام تک جاری رہا۔ وہ کئی مرتبہ میرے گھر بھی تشریف لاتے اور میرے والد محترم ڈاکٹر عبد الوحید صاحب سے بھی ملتے اور بے حد خوش ہوتے۔ ان کا مزاج ایسا تھا کہ ان کی ذات ہر طرح کے تکلفات اور لوازمات سے بے نیاز اور سادہ تھی اور وہ یوں ملتے تھے جیسے اپنے کسی قریبی عزیز کے گھر آئے ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج صدیقی صاحب ہم میں موجود نہیں ہیں اور ان کو مرحوم لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ وہ نہایت ہی پُر خلوص انسان تھے، عالم با عمل اور شریف النفس آدمی تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے بیک وقت دینی اور عصری و جدید علوم پر مکمل دسترس نصیب فرمائی تھی اور اپنی زبردست ذہانت اور عمدہ حافظے کے باعث ان کو تمام علوم و فنون پر مکمل عبور حاصل تھا۔ فلسفہ دین و مذہب، فقہ، حدیث، قرآن فہمی کی بات ہو یا تقابل ادیان کا معاملہ ہو، سائنسی علوم ہوں یا شعر و ادب یا فلسفہ کا میدان یا پھر تاریخ، سیاست، معاشیات یا تصور کے دقیق مسائل عطاء اللہ صدیقی صاحب ہر علم کے ماہر اور عالم تھے۔ ان کی غیر معمولی قوتِ استدلال اور موقع پر صحیح اور درست دلائل سے اپنے مخالف کو اس طرح لاجواب کر دینے کی صلاحیت انہی کا خاصہ تھی کہ ان کے ساتھ بحث کرنے والا لاکھ مخالفت کرنے کے باوجود ان کی بات سے قائل ہو کر ہی اُٹھتا تھا۔ اس بات کا اعتراف ان کے مخالفوں نے بھی کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا کی ذہانت سے نوازا تھا۔ عطاء اللہ صدیقی صاحب کی شخصیت کا ایک اور پہلوان کی نظریہ پاکستان سے شدید محبت اور ارضِ پاک پر بسنے والے ہر مسلمان کے دل میں قائداعظم اور علامہ اقبال کے افکار و نظریات اور حقیقت و مقصد قیامِ پاکستان کو اُجاگر کرنا تھا۔ وہ اس بات کو تحریری اور تقریری طور پر کئی مواقع پر ثابت کر چکے تھے کہ چاہے کوئی کتنا ہی زور لگا لے اور کتنے ہی دلائل دیتا رہے، یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سیکولرازم کا واحد مطلب لادینیت ہے اور سیکولر فورسز کی تمام تر کوششوں کے باوجود پاکستان میں صرف اور صرف دین اسلام ہی کی ترویج اور تنفیذ لازمی ہے۔ عطاء اللہ صدیقی صاحب زندگی بھر نظریہ پاکستان کی اساس پر ہونے والے ہر حملے کا بھرپور جواب دیتے رہے۔ انہوں نے قائداعظم کی شخصیت کے بارے میں کئے جانے والے بے شمار اعتراضات کا نہایت مدلل جواب دیا اور یہ ثابت کیا کہ قائداعظم کے نزدیک قیامِ پاکستان کا مقصد دین اسلام کا عملی نفاذ تھا اور قائداعظم قطعاً سیکولر نظریات کے حامل نہ تھے۔

اگر یہ کہا جائے کہ مرحوم عطاء اللہ صدیقی نظریہ پاکستان کے ایک نڈر سپاہی اور پاکستان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نظریاتی سرحدوں کے ایک عظیم محافظ تھے تو غلط نہ ہوگا۔ آج جبکہ ارضِ پاک کے طول وعرض میں لادینی اور سیکولر قوتوں کا پراپیگنڈہ اور اس کی نحوست پھیل چکی ہے اور مختلف الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ یہ نظریات عام کئے جارہے ہیں کہ دراصل پاکستان کا قیام کسی نفاذِ اسلام کے لیے عمل میں نہ آیا تھا اور جو تاریخ و حقائق نظریہ پاکستان کے بارے میں ہم اپنی نئی نسل کو منتقل کررہے ہیں وہ تبدیل شدہ ہیں اور تقسیم ہند کی چنداں ضروری نہ تھی۔

عطاء اللہ صدیقی صاحب کا سانحۂ ارتحال ایک نہایت ہی قیمتی انسان کی موت اور ملک وملت کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اُن جیسا سیکولر اور لادینی قوتوں کا مقابلہ کرنے والا شاید اور کوئی موجود نہیں ہے۔ وہ لادینیت، سیکولر نظریات، فحاشی و عریانی اور وطن عزیز میں ہونے والی ہر برائی کے خلاف ایک ننگی تلوار تھے۔ لاہور شہر کے تھیٹر ڈراموں میں ہونے والی بے حیائی اور بیہودگی کا نوٹس سب سے پہلے اُنہوں نے لیا اور متعلقہ حکام کے ذریعہ سے ایکشن لے کر سٹیج اور تھیٹر ڈراموں میں رقاصاؤں کے بیہودہ رقص اور بے حیائی کو روکا۔ بدقسمتی سے صوبائی، مذہبی اور نسلی بنیادوں پر تقسیم اور پاکستان کے وجود کو ختم کرنے کی جو سازشیں کی جارہی ہیں ان کی پیشگوئیاں صدیقی صاحب نے بہت پہلے کردی تھیں اور وہ تن تنہا اس محاذ پر لڑنے کے لیے تیار تھے۔

مغرب سے متاثرہ بے شمار صحافیوں اور برائے نام دانشوروں جنہیں وہ دانش باز کہا کرتے اور ادیبوں کی شدید مخالفت کے باوجود عطاء اللہ صدیقی مرحوم نے پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے دفاع کا فریضہ آخری دم تک انجام دیا اور کامیاب وکامران رہے۔ صدیقی صاحب مرحوم تفریح کے نام پر ہندوآنہ رسُوم ورواج اور امن کی آشا کے فلسفوں کے بھی مخالف تھے۔ ان کے نزدیک ہولی، دیوالی، بسنت سب کے سب ہندو مذہب کے تہوار ہیں اور اس سلسلے میں ان کی بسنت کے متعلق کتاب بہترین تصنیف ہے جسے ادارہ محدث نے شائع کیا ہے۔ وہ ہندوستان کے ساتھ دوستانہ مراسم کے صرف اس صورت میں قائل تھے جب تک نظریہ پاکستان کے اُصولی تصور پر معمولی سی آنچ نہ آئے اور پاکستان کی عظمت و وقار برقرار رہے۔ محض ڈر اور خوف کے باعث ہندوستان کے سامنے ہاتھ جوڑنے اور امن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آشار چانے کے وہ صرف اس لیے خلاف تھے کہ جو ملک ہمارے آبی ذرائع ڈیم بنا بنا کر ختم کر رہا ہو اور پاکستان کو بنجر بنانا چاہتا ہو اُس کے ساتھ کیسی محبت اور دوستی؟

یہاں یہ نہ لکھنا ناانصافی ہوگی کہ ایک اعلیٰ سرکاری ملازم ہونے کے باوجود صدیقی صاحب بے حد نڈر اور حق بات کہنے میں بے خوف تھے۔ اُنہوں نے جب حق بات کہی تو نہ کسی وزیر و مشیر کی پرواہ کی اور نہ ہی پرویز مشرف جیسے ڈکٹیٹر کی۔ جب پرویز مشرف کی آمریت کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا تو انہوں نے 'محدث' میں ایک مضمون قلم بند کیا جس کا عنوان انہوں نے پرویز مشرف کے دو چہرے: اسلام یا سیکولرزم رکھا۔ عاصمہ جہانگیر جب اپنی پیشہ وارانہ بلندیوں کے عروج پر تھی یعنی سپریم کورٹ بار کی صدر تب انہوں نے اس کے خلاف ماہنامہ محدث 'غیرتِ ایمانی پر مشتمل مضمون 'عاصمہ جہانگیر کا توہین رسالت میں کردار' لکھا۔ یہ مضمون ان کی جراءت رندانہ اور جذبہ حب رسول ﷺ پر شاندار دلالت کرتا ہے۔ حق گوئی وبیباکی ان کا وتیرہ تھا اور سوائے اللہ کے وہ کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ ایسے مضامین کے نتیجے میں اُنہیں براہ راست حکومتی اور مقتدر طبقوں کے عتاب کا بھی نشانہ بننا پڑا جس سے وہ بعض اوقات ہمیں باخبر بھی کرتے لیکن اُنہوں نے کبھی غلط بات کو غلط کہنے اور حق کی بے باکانہ ترجمانی میں معمولی سی پس قدمی بھی اختیار نہ کی۔

مجھے چند دوستوں اور عطاء اللہ صدیقی صاحب کے جانشین نظریہ پاکستان کے محافظوں نے یہ بتایا کہ پنجاب بھر میں خصوصاً اور پاکستان میں عمومی طور پر عطاء اللہ صدیقی کی موت پر چند معروف سیکولر سکالرز اور دانشوروں نے اطمینان کا اظہار کیا ہے اور نجی محفلوں میں اس امر پر شکھ کا سانس لیا ہے کہ ایک 'بنیاد پرست' سے جان چھوٹی۔ یہاں میں اُن تمام اصحاب کو عمومی طور پر اور پاکستان بھر میں موجود سیکولر نظریات کے حامل افراد کو یہ اچھی طرح باور کروا دینا چاہتا ہوں کہ وہ کسی قسم کی غلط فہمی یا خوش فہمی کا شکار نہ ہوں کیونکہ عطاء اللہ صدیقی ایک فرد نہیں بلکہ ایک ادارے اور ایک فکر کا نام تھا جس کے تربیت یافتہ بے شمار افراد اُن کی شروع کردہ جنگ لڑ رہے ہیں اور ایک صدیقی کی موت سے ان کے مشن میں کوئی کمی نہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے گی۔ ان کے قارئین ان کے نظریات اور غیرت ایمانی سے مسلح ہو کر ان کے مشن کو پورا کرتے رہیں گے۔ لادینیت اور سیکولر نظریات کی حامل ارواحِ خبیثہ کا تعاقب اس طرح جاری رکھا جائے گا کہ جب تک پاکستان میں سیکولرازم کی آواز ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش نہیں ہو جاتی اور یہاں اللہ کا دین اور نظریہ پاکستان کے مطابق نظام نہیں آ جاتا یہ مشن جاری و ساری رہے گا۔ صدیقی صاحب اس راہِ حق کے شہید ہیں اور یہ مبارک قافلہ ہمیشہ اپنا سفر جاری رکھے گا۔

ڈینگی بخار نے یوں تو بے شمار انسانوں کو پریشان رکھا لیکن صدیقی صاحب تو ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئے۔ میں جی او آر کے ساتھ ملحقہ اُس پارک میں کھڑا ہوں جہاں چند ماہ قبل وہ میرے ساتھ دیر تک بیٹھے گفتگو کرتے رہے تھے۔ مگر آج وہ خاموش تھے اور پُر سکون نیند سو رہے تھے جیسے کوئی اپنا کام مکمل کر چکا ہو۔ میرے قریب ہی معروف دانشور جناب اوریا مقبول جان بھی موجود تھے۔ دیگر معروف دانشور صحافی اور اسلام اور نظریہ پاکستان سے محبت رکھنے والے لوگ بھی وہاں موجود تھے، ہر آنکھ اشک بار تھی۔ مولانا حافظ عبد الرحمٰن مدنی نے ان کا جنازہ ہچکیوں اور آنسوؤں میں ڈوب کر پڑھایا اور پیچھے اہل ایمان کی ایک بڑی تعداد ایسے ہی جذبات سے دوچار تھی۔

صدیقی صاحب بے حد شفیق اور ہر دلعزیز ہستی تھے۔ میری نظروں کے سامنے صدیقی صاحب کا مسکراتا ہوا چہرہ تھا اور آج وہ اس جہانِ فانی سے سفر آخرت پر روانہ ہو رہے تھے۔ جسم سے خون بہہ جانے کے باعث رنگت زردی مائل تھی۔ میں اُن کے چہرے کو دیکھ رہا تھا کہ ہجوم میں سے کسی نے مجھے آگے دھکیل دیا اور صدیقی صاحب کا چہرہ میری نظروں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اوجھل ہو گیا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محمد عطاء اللہ صدیقی صاحب پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔ اُن کے درجات بلند فرمائے۔ اُن کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے اور قبر و نار کے عذاب سے اُن کو محفوظ فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور اُن کے اہل خانہ کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین ثم آمین!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ